بولتا کوڑے دان

متن و تصاویر: ڈیوڈ لیون

کنکٹی کٹ کا ایک عجائب گھر، بچوں کو اس سے واقف کراتا ہے کہ ان متروک سامان کا کیا ہوتا ہے جو ان کے گھر والے پھینک دیتے ہیں، ساتھ ہی گراف کی مدد سے یہ بتاتا ہے کہ ان کی مقدار کیا ہے اور انہیں کس طرح ری سائیکل کیا جاتا ہے۔

رچرڈ لارچے وک (بائیں) اور ول گبسن' اسٹرافورڈ، کنکٹی کٹ ری سائیکلنگ سینٹر میں۔

میرے بچپن کے واقعات میں ایک نمایاں واقعہ اس سال کا ہے جس سال میرے اسکول کے ایک دوست ویلی کے والد نے شہر میں کوڑے کا ٹھیکہ حاصل کیا۔ اب میں اپنی بائک سے ویلی کے گھر جاسکتا تھا۔ اور سہ پہر کے وقت فارم کے عقب میں واقع کوڑے دان سے غلیل کیلئے کمان کے طور پر استعمال ہونے کے لائق انر ٹیوب بھی حاصل کرسکتا تھا، ریڈیو اور گھڑیاں بھی جن کی مرمت کے بعد فروخت کرکے کچھ پیسے حاصل کرسکیں یا پھر چوہوں کی بڑھتی ہوئی آبادی پر غلیل سے نشانہ لگایا جاسکے۔ آپ نے مجھ سے اگر یہ پوچھا ہوتا کہ ری سائیکلنگ کیا ہے؟ تو میں نے اپنے اندازے سے آپ کو بتایا ہوتا کہ ری سائیکلنگ کا مطلب یہ ہوا کہ جس راستے سے آپ اپنی دو پہیوں والی سائیکل کو چلا کر آئے ہیں اسی راستے سے واپس چلے جائیں۔

مجھے (اسٹراٹ فورڈ) میں بچوں کا گاربیج میوزیم پسند آتا۔ کنکٹی کٹ کے بچوں کو زمین بھرائی کیلئے استعمال ہونے والے گندے اور خطرناک سامان میں اپنا ہاتھ سننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (جس دن میں کوڑا پھینکنے کے لئے بنائے گئے گڈھے میں ویلی کے یہاں ہاتھ گندا کرکے لوٹا تھا اس دن میں وہاں گر بھی گیا تھا اور یہ میرا اس کے یہاں آخری جانا ہوا) بچے گاربیج میوزیم آسکتے ہیں اور یہ دیکھ سکتے ہیں کہ بڑے بڑے ٹرک کوڑے کے ڈھیر کو کس طرح زمین پر الٹتے ہیں اور ڈرائیور اس ڈھیر کو برابر کرنے کے لئے بلڈوزر اور لوڈر کا کس طرح استعمال کرسکتے ہیں۔ وہاں پر کوئی چوہا نہیں ہے۔

میوزیم کے ایڈوکیٹر اوڈری اسکیلٹ نے بتایا کہ "یہ ہمارا کام ہے کہ ہم بچوں کو ضد کرنا سکھائیں۔"

انہوں نے کہا کہ "ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ بچے گھر جائیں اور اپنے ماں باپ کو اس وقت تک پریشان کریں جب تک کہ وہ انہیں ری سائیکلنگ بن لا کر نہ دے دیں جنہیں وہ استعمال کرنا شروع کریں۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم انہیں ایک بڑا، پرشور، خلط ملط کردینے والا رنگین ٹریش چشمہ کا لالچ دے رہے ہیں، تو یہ بھی ٹھیک ہے۔

یہ گاربیج میوزیم اصل میں میوزیم سے متصل پروسسنگ سینٹر کے ضرورت سے زیادہ بڑھ جانے کے نتیجہ میں وجود میں آیا ہے۔ اس مرکز پر جنوبی کنکٹی کٹ کی ۱۲ بستیوں میں سڑک کے کنارے ری سائیکلنگ پروگرام کے چلنے سے دستیاب کاغذ، پلاسٹک اور دھات کا سامان لایا جاتا ہے۔ میوزیم کی دوسری منزل پر واقع گزرگاہ سے ایک طرف وہ مقام دیکھا جاسکتا ہے جہاں باہر سے لاکر کوڑا جمع کرتے ہیں اور دوسری طرف کوڑے کو چھانٹنے اور اس کی گانٹھیں بنانے کی کارگاہیں نظر آتی ہیں۔ یعنی پروسسنگ اور بیلنگ اسٹیشن۔ کچلے ہوئے ڈبوں کے صاف ستھرے بلاک بھی، جن کو فولادی تاروں سے باندھ کر دھات سے بنی ہوئی اشیا کے مراکز پر بھیجنے کیلئے تیار رکھا جاتا ہے۔ دوسری گانٹھوں میں پلاسٹک کے تھیلے ہوتے ہیں۔ کاغذ کی گانٹھیں اونچائی میں اتنی ہوتی ہیں کہ دس بچے تلے اوپر کھڑے ہوجائیں تو وہ اونچائی برابر ہو۔

قریب کے برج فوٹ کی این لارچے وک اور نینا گبسن اور ان کے ساڑھے تین سال کے بیٹے رچرڈ اور ول اکثر یہاں آتے ہیں۔ لارچے وک کا کہنا ہے کہ "ان لوگوں کو ٹرک پسند ہیں اور کوڑا بھی۔" (یہ ایسی چیز ہے جسے چھوٹے بچے پسند نہیں کرتے) "یہ ان کے لئے صرف ایک سرگرمی نہیں، وہ لوگ اس سے کچھ سبق سیکھتے ہیں۔"

جس وقت لارچے وک یہ باتیں کررہی تھیں اسی وقت کوڑے اٹھانے والا ایک بڑا ٹرک کوڑے دان میں کوڑا پھینکنے کیلئے مخصوص کئے گئے علاقہ میں واپس آجاتا ہے۔ ٹرک کی تہہ کو اوپر اٹھا کر سارا کوڑا نیچے گرادیا جاتا ہے۔ بوتلیں اور گیندیں باہر نکل کر پکے فرش پر چاروں طرف پھیل جاتی ہیں، جیسے کہ کوڑے کا سیلاب آگیا ہو۔ رچرڈ اور ول اوپر کھڑے یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔

لارچے وک نے بتایا کہ "ہم لوگ گھر میں اشیا کو ری سائیکل کرتے یعنی متروک چیزوں کو مرمت کے بعد قابلِ استعمال بنالیتے ہیں۔ ہم لوگ اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ جو چیزیں ہمارے گھر کے سامنے سے اٹھائی جاتی ہیں وہ یہیں لاکر پھینکی جاتی ہیں۔ ہم لوگ وہاں اپنے سنگترے کے رس کے ڈبے کو تلاش کرنے کا کھیل کھیلتے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ گبسن اور لارچے وک کو ری سائیکل کرنے کے لئے کوڑا میں ہاتھ گندا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور ان کے بیٹے ٹرکوں کو دیکھتے ہیں، گانٹھ باندھنے کیلئے مخصوص کی گئی جگہ تک اس کوڑے کو پہنچانے کیلئے استعمال کی جانے والی ترسیلی پٹی پر کوڑے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے دیکھتے ہیں اور پورے ہال میں بے روک ٹوک خوشی کے ساتھ اوپر نیچے دوڑتے ہیں۔ ول رک جاتا ہے اور کوڑے اٹھانے والی پیلے رنگ کی ایک کیٹر پلر مشین کو دیکھتا ہے جس کے چپٹے جبڑے کاغذ اور کارڈ بورڈ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپریٹر مشینی انگلیاں استعمال کرکے کارڈ بورڈ کو ایک طرف پھینکتا ہے اور اخبارات کو دوسری طرف۔

اس میوزیم کا انتظام چلانے والی نیم سرکاری ایجنسی کنکٹی کٹ ری سورس ریکوری اتھارٹی کے ڈائریکٹر امور عامہ پال نانن میچر بتاتے ہیں کہ "ری سائیکل کئے ہوئے سامان کیلئے جو اس قدر کالیں آتی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ صارفین میں ان اشیا کی مانگ ہے۔ یہ اتھارٹی' میوزیم کے بندوبست پر آنے والا زیادہ تر خرچ ری سائیکل کئے جانے والے سامان کو دوبارہ فروخت کرکے نکالتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ قانون کے مطابق کنکٹی کٹ کے اخبارات کو ایسے کاغذ پر چھاپنا ضروری ہے جس میں ایک خاص فیصد تک ری سائیکل کیا ہوا فائبر موجود ہو" (اس ریاست میں یہ قانونی حکم ہے کہ تمام نیوز پرنٹ میں کم از کم ۵۰ فیصد ری سائیکل کیا ہوا فائبر ہو) انہوں نے ہال کی طرف جانے والے فرش پر ایک سخت اور کئی رنگوں کی دیوار تا دیوار قالین دکھائی اور اس کے بارے میں بتایا کہ "کسی زمانے میں یہ سوڈے کی بوتلیں تھیں۔"

کنکٹی کٹ میں سڑک کے کنارے چلنے والے ری سائیکلنگ پروگرام

مزید معلومات کے لئے:

کنکٹی کٹ ریسورسز ریکوری اتھارٹی

http://www.crra.org/08.html

گاربیج اور ری سائیکلنگ

http://www.epa.gov/kids/garbage.htm

© ۲۰۰۸ جملہ حقوق محفوظ۔

اوپر: چلڈرنس گاربیج میوزمیم میں ٹریشو سورس کا معائنہ کرتے لوگ۔ اوپر بائیں: میوزیم کی یہ پیش کش بتاتی ہے کہ ابتدا سے شروع کرنے کے بجائے المونیم کے پرانے ڈبوں سے نئے ڈبے بنانا زیادہ کفائتی ہے۔
نیچے: چلڈرن گاربیج میوزیم۔

میں جن اصل پلاسٹک اشیاء کو ری سائیکل کرتا ہے ان میں پی ای ٹی ای، اور زیادہ کثیف پولیتھن یا ایچ ڈی پی ای شامل ہیں، جن کے ڈبوں کے پیندے میں نمبر ایک اور دو لکھا ہو۔ پی ای ٹی ای کو مشین میں ڈال کر اس طرح کے فائبر میں تبدیل کیا جاتا ہے جس کو فرش پر بچھانے کے لئے یا کپڑوں کے لئے سنتھیٹک اون کے طور پر استعمال کیا جائے۔ ایچ ڈی پی ای کا عام طور پر استعمال تعمیراتی لکڑی کے طور پر، سڑک کنارے بس یا کاروں کی رکنے کی جگہوں یا فرش ہی کی طرح بوجھ اٹھانے کے لائق تعمیر کیلئے ہوتا ہے۔

اگرچہ کاغذ کی گانٹھ بنانے کا کام متواتر چلتا رہتا ہے اور یہ کام صرف اس وقت تھمتا ہے جب پلاسٹک کے کوڑے پر مشتمل تھیلے کو ہٹانے کی ضرورت پیش آئے کیونکہ اس سے مشین اٹک جاتی ہے، مگر ڈبوں کو کچل کر ہموار کرنے کی مشین دیکھ بھال کیلئے بیچ بیچ میں بند کی جاتی ہے۔ جس وقت میں نانن میچر کی یہ باتیں سن رہا تھا میرے ذہن میں صرف یہ تصور تھا کہ رچرڈ اور ول اسے دیکھ کر کتنا خوش ہوتے ہوں گے (ہاں مجھے بھی خوشی ہو رہی ہے) انہوں نے بتایا کہ ایک مقناطیس تمام فولادی کنستروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس کے بعد ایک ایڈی کرنٹ سے المونیم کو چھانٹ کر الگ کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک برقی رو غیر آہنی اشیا کو پٹی کے اوپر پھینک دیتی ہے۔ ڈبے اڑنے لگتے ہیں اور ہم لوگ انہیں پکڑ کر ایک ٹوکری میں جمع کرتے رہتے ہیں، جو اسی کام کیلئے بنائی جاتی ہے۔ اس کے بعد جو بچ جاتا ہے وہ سب پلاسٹک ہوتا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اسٹراٹ فورڈ سہولت پر ابھی بھی پلاسٹک کو ہاتھ سے ہی چن کر الگ کرتے ہیں (لیکن اس کام کیلئے بنی مشین ابھی یہاں نہیں لگی ہے) اس سے روشنی کی ایک کرن نکلتی ہے جو اس مادے کی کثافت کی پیمائش کرتی ہے اور ایک ایک دو دو کو الگ کرتی جاتی ہے۔

یہ سہولت روزانہ ۲۵۰ ٹن کوڑے کو پروسیس کرتی ہے۔ یہ بہت بڑی مقدار لگتی ہے لیکن تبھی تک جب تک کہ آپ کو اس بات کا اندازہ نہ ہو جائے ایک اوسط امریکی ہر سال ایک ٹن کوڑا پھینکتا ہے۔

اس اتنی بڑی مقدار کو ٹھوس شکل میں دیکھنے کے لائق بنانے کیلئے ۱۹۹۳ میں اس ایجنسی نے ایک آرٹسٹ لیوسیویل کی خدمات حاصل کیں اور ان سے کہا کہ وہ ڈائنا سور کا ایک ۷ میٹر لمبا مجسمہ بنائیں جس میں ایک ٹن وہ سامان استعمال کریں جسے کوڑا سمجھ کر پھینک دیا گیا ہے۔

یہ ڈائنا سور ایسا نہیں کہ آپ اس کی طرف سے غافل ہو سکیں۔ اس کی پیٹھ کا گول کوہان چھت کو چھو رہا ہے۔ اس کی مضبوط ٹانگیں اتنی بڑی ہیں کہ اسکول میں پڑھنے والا کوئی بچہ انہیں اپنے بازوؤں میں نہیں سمیٹ سکتا (یہ دوسری بات ہے کہ اس کے باوجود بچے کوشش کرتے ہیں)۔ نانن میچر نے کہا کہ "ہم ان بچوں سے یہ کہتے ہیں کہ آپ یہ تصور کریں کہ جو ساری چیزیں پھینکی گئی ہیں ان سے ہم ڈائنا سور ہی طرح کا ایک جانور بنا سکتے ہیں۔ یہ بات سننے میں تو اچھی لگتی ہے لیکن پھر آپ یہ سوچیں کہ اگلے سال ایک اور ڈائنا سور بنے گا۔ اس کے بعد آپ کے خاندان میں ہر کسی کے پاس ایک اور ڈائنا سور ہوگا، لیکن ہم اس ڈائنا سور کو کہاں رکھیں گے؟ یہاں سے بچے سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔"

پرائمری اسکول کے بچے کوڑے سے بنے ہوئے اس ڈائنا سور کو جسے ہم ٹریشو سورس کہہ سکتے ہیں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ خزانہ تلاش کرنے جیسی خوشی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس طرح کی سات شکارگاہیں ہیں اور کچھ بچے ان ساتوں مقامات پر تلاش مکمل کرنے کا ارادہ لے کر آتے ہیں۔ ٹریشو سورس میں استعمال کرنے کے لائق اجزا کی تلاش ذہنی ورزش کے برابر ہو سکتی ہے۔ صرف فرش پر ایک گھڑی کا سامنے کا حصہ پڑا ہے، پلاسٹک چھری ہے، آبی پستول یا پانی کی پچکاریاں ہیں، دھات کے بنے ہوئے خانہ خانہ کوڑے دان ہیں، کچن میں پیالہ کے طور پر استعمال ہونے والی چھلنی ہے، برف توڑنے والی شاول ہے، پلاسٹک کی ٹوکریاں ہیں، فلش لائٹ ہے، نقلی دانت ہیں، رکنے کی نشانی ہے، فرس بیز کہی جانے والی پلاسٹک کی گول اڑنے کے لائق طشتریاں ہیں، کنگھیاں ہیں، ٹینس کے ریکٹ ہیں، پلاسٹک کے ہیلوون کدو ہیں، سینڈلیں ہیں، سگریٹ نوشی سے گریز کرنے کی علامت ہے، پلاسٹک کا ایک آتشی سارس ہے۔ ٹریشو سورس پر کوئی کھلونا دیکھ کر بچے خاص طور سے ہوشیار ہو جاتے ہیں جیسے کہ گڑیا، ریموٹ کنٹرول سے چلنے والی کار، فٹبال، پلاسٹک کے ڈائنا سور..... یہ ساری چیزیں کس نے پھینکیں؟ یہ ان کی بھی ہو سکتی ہیں۔

سیوٹو نے بتایا کہ ہر عمر کے بچوں کے لئے اس کوڑے دان میں سے کوئی سامان اٹھا کر گھر لے جانے کا ایک سبق ہے۔ "ہائی اسکول کے بچوں سے ہم لوگ کوڑے سے توانائی پیدا کرنے کے منصوبوں کے بارے میں بات کرتے ہیں۔" اس میوزیم میں کچھ چھوٹی چھوٹی نمائشیں بھی لگائی گئی ہیں جن میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ منصوبے کیسے کام کرتے ہیں۔ گو کہ ان کے اصل کارخانے کسی اور جگہ پر ہیں۔ سوڈے کے کچلے ہوئے کنستروں کے ذریعہ ہم یہ بتاتے ہیں کہ زمین کھود کر باکسائٹ نکالنے اور پھر اس کو ریفائن کرنے کے مقابلہ میں پرانے ڈبوں سے المونیم کے نئے ڈبے بنانا کتنا آسان اور سستا ہے۔ دوسری طرف اسمال فرائی نامی کیڑے' کوڑے کے اس مرکب کھاد کے ڈھیر پر رینگتے رہتے ہیں اور یہ ڈھیر پہلے ہی سے زیادہ بڑے سائز کے کیڑوں سے بھرا ہوتا ہے۔

سیوٹو نے بتایا کہ "تین سال کے جو بچے ہمارے پاس آتے ہیں ان کو ہم صرف یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بوتل کو الٹا کر کے اس کا نمبر دیکھیں اور پھر انہیں اپنے گھر بھیج دیں تاکہ ان کے والدین انہیں ملامت کریں یہاں تک کہ انہیں ایک ری سائیکل بن مل جائے۔"

اور جب وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں مرکب کھاد کے ڈھیر مل جاتے ہیں۔ یعنی کیڑے!

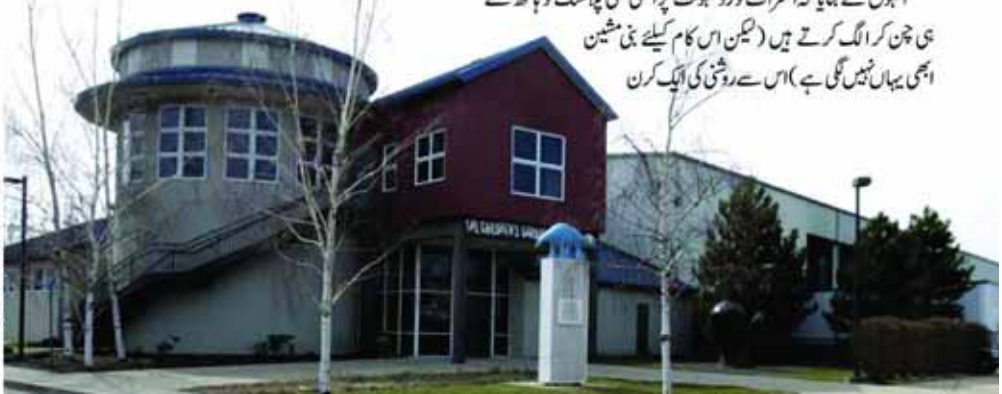

ڈیوڈ لیون' فری لانس قلمکار ہیں اور کیمبرج، مساچیوسٹس میں رہتے ہیں۔